پلاسٹک سرجری کے شرعی اور تحقیقی جائزہ

Sharī´ah Analysis of Plastic Surgery

عبدالقادر برکی*

ڈاکٹر نجیب زادہ**

Abstract:

Allah has created human beings in the best and perfect of shape. The balance in which human body is created is referred to as a blessing and sign of the creativity of the Almighty. It has also been commanded that human body is a trust (Amānah) and therefore it should be preserved and every care should be taken to protect it from all harms. As the body is an Amānah, one can use it only in those actions which are permissible in Sharī´ah. Similarly, no modification in human body is permissible except those allowed by Islam and one cannot change it according to his personal choice. Recently, a trend of plastic surgery has emerged whereby such surgery is extensively used for various purposes and even Muslims are utilizing such techniques. However, it is noteworthy there are two types of surgery which include reconstructive surgery and cosmetic surgery and there is difference in the Sharī´ah ruling of each of these types. This research paper discusses the Sharī´ah position of plastic surgery. Our findings suggest that when surgery is needed for preservation and/or proper functioning of human body and it is performed via the right process by utilizing the right material, it should be permissible. However, if such surgery is undertaken for mere beautification or making one's self attractive, it will be prohibited from Sharī´ah perspective.

Keywords: Plastic surgery, Sharī´ah, needs, cosmetic surgery.

*پی ایچ ڈی اسکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ یونیورسٹی کالج پشاور

**لیکچرار، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک تھیالوجی، اسلامیہ کالج یونیورسٹی پشاور

تعارف:

بیشک اللہ تعالی نے انسان کو بہترین تخلیق سے نوازا ہے جس کا ذکر اللہ تعالی نے قرآن پاک میں ان الفاظ کیساتھ کیا ہے: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾[1] (ترجمہ: بے شک ہم نے انسان کو بہترین ساخت میں پیدا فرمایا ہے)

اس کے حسن میں مزید نکھار پیدا کرنے کیلئے اس میں تزین وآرائش کا جذبہ ودیعت رکھا اور اس سلسلے میں تخلیقی صلاحیتوں سے نوازا۔ جب آدم اور حواء علیہ السلام کو اپنے کیے کا احساس دلانے کے لیے ان کے بہشتی لباس کو ختم کیا تو دونوں نے اپنے آپ کو درخت کے پتوں سے چھپانے کی کوشش کی جس سے ان میں موجود شرم وحیا کا عنصر ظہور پذیر ہوا جو لباس وپوشاک کو انسانی فطرت اور خواہش کا حصہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ جس طرح بنی آدم زندگی کے دیگر شعبوں میں اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کی وجہ سے ترقی کی بلندیوں کو چھوا اسی طرح تحسین وتزیین کے شعبے کو بھی اپنے جوہر کے ذریعے بام عروج تک پہنچایا اور آج یہ شعبہ علاج اور تجارت کے میدان میں نمایاں اہمیت حاصل کر چکا ہے اس کی اہمیت کے لیے یہی کافی ہے کہ کئی ملکوں میں انسان کی دیگر ضروریات کی نسبت تحسین وزیبائش پر زیادہ رقم خرچ کی جاتی ہے اور مکمل انڈسٹری کی نوعیت اختیار کر چکی ہے۔ اس کے لیے مختلف طریقے اور آلات آزمائے جاتے ہیں۔ بعض صورتوں میں انسانی جسم میں دائمی تبدیلی آتی ہے اور کچھ صورتوں میں مصنوعی اور فطری خدوخال کے مابین فرق رکھ کر غیر فطری عیب کو دور کیا جاتا ہے اور کبھی حسن وجمال میں اضافہ مقصود ہوتا ہے۔ العرض تزین وزیبائش کی جو مختلف صورتیں وجود پذیر ہوئیں ان میں ایک پلاسٹک سرجری بھی ہے۔ جس میں جسم کے ایک حصے سے چمڑہ۔ گوشت، یا ہڈی لے کر دوسرے حصے سے پیوست کیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد شناخت کو چھپانا، عیب کو دور کرنا، جسمانی معذوری کا ازالہ اور خوبصورتی میں اضافہ ہوتا ہے۔ ان مختلف مقاصد کیلئے پلاسٹک سرجری کا رجحان بڑھا جا رہا ہے۔ دین اسلام اس امتیازی وصف کا حامل ہے کہ زندگی کے تمام پہلوؤں میں اعتدال اور میانہ روی کا درس دیتا ہے جہاں انسان کو فطری جذبہ تحسین کی رعایت دیتا ہے وہاں اس میں تجاوز کو ناپسند بھی کرتا ہے۔ موضوع کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے ایک تحقیق کی ضرورت محسوس ہوئی تاکہ عوام الناس خصوصا امت مسلمہ کو اس طرح کی غیر ضروری سرجری کرانے سے پیدا ہونے والی جسمانی، اخلاقی اور مضرتوں سے آگاہ کیا جائے تاکہ وہ اس طرح تکلفات سے اجتناب کر کے دنیاوی اور اُخروی فلاح سے بہرہ ور ہوں۔

لفظ پلاسٹک کی حقیقت

پلاسٹک سرجری (Plastic Surgery) کا نام لیتے ہی یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ اس کا پلاسٹک سے کیا تعلق ہے۔ اور اس کی وجہ تسمیہ کیا ہے؟

پلاسٹک سرجری کے شعبے کا تعارف

پلاسٹک سرجری سرجری کا وہ شعبہ ہے جس کا تعلق چہرے یا جسم کے دیگر اعضا کے بگاڑ کو درست کرنے سے ہے ، یہ بگاڑ کبھی پیدائشی ہوتا ہے، اور کبھی کوئی چوٹ، یا بیماری اس کا باعث بنتی ہے۔ پلاسٹک سرجری، دیگر سرجریز سے اس لیے مختلف ہے کہ یہ جسم کے کسی خاص عضو تک محدود نہیں بلکہ پورے جسم یا اکثر حصے کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔

یہاں پر پلاسٹک سے مراد کیمیائی پلاسٹک نہیں بلکہ یہ یونانی زبان کے لفظ پلاسٹی کوز سے ماخوذ ہے جس کا مطلب کسی چیز کو ڈھالنے یا شکل دینے کے ہیں۔ اس سرجری میں چونکہ اعضا کو دوبارہ شکل دی جاتی ہے اس لیے اسے پلاسٹک سرجری کہا جاتا ہے۔[2] پلاسٹک سرجری سے کیا مراد ہے؟ اس کی مختلف تعبیرات ہیں:

1. جو جسم کے ضائع، مجروح، ناقص یا بدنما حصوں کی اصلاح کی جاتی ہو۔
2. جسم کے ظاہری اعضاء کو خوشنما بنانے، بہتری لانے، عیب کو ختم کرنے یا مزید کار آمد بنانے کیلئے کی جاتی ہے۔
3. امریکن بورڈ آف کاسمٹکس سرجری نے اس کا تعارف اس طرح کیا ہے کہ انسان کے خارجی مظہر کو اس کی اصلی ہیئت پر باقی رکھنا، عیب دار عضو کو اپنی اصلی ہیئت پر لوٹانا یا اس کی کارکردگی پیدا کرنا ہے۔[3]

تاریخی پس منظر

انسانی جسم کے کسی عضو کی ہیئت یا فعل کو درست کرنے کیلئے خاص طرح کے آپریشن کو پلاسٹک سرجری کہا جاتا ہے جیسا کہ پلاسٹک سرجری کی تعریف میں گزر چکا کہ پلاسٹک یونانی لفظ (Plastikos) پلاسٹیکوز سے ماخوذ ہے جس کا معنی ہے کسی چیز کو موڑنا اسے نئی شکل دینا (اس سے مراد یہ نہیں کہ سرجری کی اس قسم میں مخصوص کیمیائی مادہ پلاسٹک کا استعمال ہوتا ہے) لہذا دنیا کی تمام قوموں میں علاج معالجہ کی جن اولین تدابیر کا سراغ ملتا ہے ان میں اس پہلو کے اشارے ملتے ہیں کہ پہلے پہل یہ معنی انگریزی میں 1559 میں استعمال ہوا علم جراحت میں اس کا تعارف پہلے پہل 1839 میں آیا[4] جو کہ جدید پلاسٹک سرجری کا بنیاد بنا، انجینئرنگ کا وہ مادہ جو پیٹرولیم سے بنتا ہے اسی تعلق سے اس کا نام بھی پلاسٹک پڑ گیا لہذا پلاسٹک سرجری میں ٹوٹی ناک، کان وغیرہ کی پلاسٹک سرجری کی جاتی ہے اس کا ذکر سب سے پہلے ایڈوین سمتھ پاپڑس نے اپنی مصری درسی کتاب" میں اس "میں

اس کا ذکر کیا ہے جو کہ قدیم ترین جراحتی مقالوں میں سے ایک ہے جس کی تاریخ 3000 سے 2500 قبل از مسیح ہے۔ 1818 میں ایک جرمن سرجن کارل فرڈ نینڈ وون گریفی نے پلاسٹک سرجری پر اپنا کام شروع کیا. [5]

دور جدید کی پلاسٹک سرجری کی ابتداء ایک نیوزی لینڈ ی باشندہ نے کی ہے جو لندن میں نیورو سرجن تھا۔[6] اس نے چہرے کی جراحت کے کئی جدید طریقے وضع کیئے، خاص کر جس کے پاس وہ فوجی لائے جاتے تھے کہ جن کے چہرے پہلی جنگ عظیم کے دوران حادثات سے دوچار ہوئے تھے وہ ان کی سرجری کیا کرتے تھے اس وجہ سے انہیں اس کا بانی سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک مشہور ڈاکٹر گیلی اور اس کے ساتھیوں نے بھی پلاسٹک سرجری کے کئی طریقے ایجاد کیے، یہ تجربات خاص کر ان فوجیوں پر ہوئے کہ جن کے چہرے جنگ میں گولیوں سے متاثر ہو چکے تھے۔ جنگ کے بعد گیلی نے فورٹ رینسفورڈ مولیم کے ساتھ ملکر اس کیلئے ایک مستقل نجی ادارہ قائم کیا، جس میں پھر مشہور سرجری کے شخصیات اور ڈاکٹر حضرات نے پلاسٹک سرجری کے حوالے سے مختلف خدمات سرانجام دیں۔ اور اسی طرح جدید پلاسٹک سرجری کی بنیاد پڑی۔[7]

پلاسٹک سرجری کا دائرہ کار

پلاسٹک سرجری کا دائرہ کار انسان کا سارا جسم ہے اس طرح کہ کسی بھی عضو کے بیرونی نقص یا عین کی اصلاح میں اس سے مدد لی جاسکتی ہے، البتہ آج کل اس کا استعمال حیوانات کیلئے بھی شروع ہوا ہے جو نہ ہونے کے برابر ہے اور جن عیوب میں اس کا استعمال عام ہے وہ دو قسم کے ہیں ایک غیر پیدائشی عیوب، جن میں موٹاپا ختم کرنا، ڈھلے پلکوں کو درست کرنا، چھوٹے پستان کو بڑا کرنا، ڈھیلے پستانوں اور کولہوں کو اوپر اٹھانا یا نئی شکل دینا، ناک کان ہونٹ کو نئی شکل دینا چہرے سے جھریاں دور کرنا، ٹھوڑی اور رخسار کو اوپر اٹھانا، جلد کو خوبصورت بنانا، مردوں کا سینہ کشادہ کرنا، چہرے سے، مہاسے، چیچک کے داغ اور دیگر نشانات ختم کرنا جسم سے چربی کم کرنا شامل ہیں۔

اور پیدائشی نقائص میں ہونٹ تالو کا کٹا ہونا، سر کی ہڈیوں کا ملا ہونا، ہاتھ کے پیدائشی نقائص، بچوں کے نشو نما کے نقائص، چوٹ لگنے کی وجہ سے پہنچنے والے زخم، جیسے سر اور چہرے کی ہڈیون کا ٹوٹ جانا، جسم کا جھلس جانا، ٹیومر یا کینسر، جیسے پستان کا کینسر، سر یا گردن کے کینسر، جلد کا کینسر، گنجا پن اس کے علاوہ بھی مختلف عیوب ہیں جس کی پلاسٹک سرجری کی جاتی ہیں لیکن یہاں پر ہم نے وہ عیوب ذکر کیے جو مشہور اور رائج الوقت ہیں۔

پلاسٹک سرجری کی اقسام

پلاسٹک سرجری کی یہ تقسیم مقاصد اور میدان عمل کے اعتبار سے ہے۔ اس لحاظ سے اس کی دو قسمیں ہیں:

اصلاحی عمل جراحی (Reconstructive Surgery)

جراحت کی اس قسم میں عیب دور کیا جاتا ہے چاہے خلقی ہو حادثاتی، یا کسی عضو کی کارکردگی کو بحال یا بہتر بنایا جاتا ہے۔

تجمیلی عمل جراحی:(Cosmetic Surgery)

اس میں عمر کی وجہ انسانی بدن میں جو ڈھیلا پن یا اس جیسی اور جو تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں ان میں مناسب تغییر کے ذریعے انسان کی ظاہری ہیئت کو خوبصورت اور پر کشش بنایا جاتا ہے۔

شرعی احکام

شریعت مطہرہ میں علم طب کے سیکھنے، سکھانے، کا مباح قرار دیا ہے اور اس کا شمار مصالح عظیمہ میں کیا ہے کیونکہ جسم اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اور اس کا خیال صاحب جسم کی ذمہ داری ہے۔ دین اسلام انسان کو نہ تو علاج سے روکا ہے اور نہ اسے توکل کے منافی سمجھا ہے۔ بلکہ حضور ﷺ جو سید المتوکلین ہیں نے بھی علاج کرایا ہے۔8 مرض کوئی بھی ہو لاعلاج نہیں ہوتی اور ولاعلاج امراض ہیں بھی تو وہ اس اعتبار سے کہ تاحال انسان کو اس کے علاج تک رسائی حاصل نہیں ہوئی ورنہ تو ہر مرض کی دواء اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی جاچکی ہے ۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں رسول اللہ نے فرمایا:

''مَا أَنْزَلَ اللَّهُ دَاءً إِلَّا قَدْ أَنْزَلَ لَهُ شِفَاءً عَلِمَهُ مَنْ عَلِمَهُ وَجَهِلَهُ مَنْ جَهِلَه'' [9]

(ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری پیدا نہیں کی جس کی شفاء نہ ہو بعض کو علاج کا علم ہوتا ہے اور بعض کو نہیں)۔

اس حدیث کی تشریح میں امام نوویؒ لکھتے ہیں۔

''وفی هذا الحدیث اشارة الی استحباب الدواء وهو مذهب اصحابنا وجمهورالسلف''[10]

(ترجمہ: اس حدیث میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ علاج کرنا مستحب ہے یہی ہمارے اصحاب کا مذہب ہے اور جمہور علماء کا بھی ہے اس سے علاج کا جواز معلوم ہو رہا ہے)۔

لیکن اس اعتقاد کے ساتھ اس میں تاثیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر کوئی دواء مؤثر نہیں۔

جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے

الاشتغال بالتداوی لا باس به اذا اعتقد ان الشافی هو الله تعالیٰ، انه جعل الدواء سببا،اما اذا اعتقد ان الشافی هو الدواء فلا(ای فلا یجوز) [11]

(ترجمہ: دواء کے ساتھ مشغول ہونے کے بارے میں، اس میں کوئی حرج نہیں جبکہ اس کا عقیدہ یہ ہو کہ شفاء دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے اور انہوں نے دوا کو ایک سبب بنایا ہے ہر چہ اس کا یہ اعتقاد ہو کہ دواء ہی شفاء دینی والی ہے تو پھر (دوا کا استعمال اس اعتقاد کے ساتھ) جائز نہیں ہے)۔

ابن خزیمہؓ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ سے دریافت کیا:

أرايت أدوية نتداوي بها,ورقي نسترقي بها,وتقي نتقي بها,هل ترد من قدر الله شيئا؟"[12]

ترجمہ: کہ جن دوَاوں سے ہم علاج کرتے ہیں اور جو منتر ہم پڑتے ہیں اور جو پرہیز (اور بچاؤ کی تدبیریں، حفاظت و دفاع کا سامان) ہم اختیار کرتے ہیں، بتایئے کہ یہ اللہ کی تقدیر (فیصلہ اور حکم) کو ٹال سکتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا

''هي من قدرالله''

ترجمہ: فرمایا یہ خود اللہ کی تقدیر کا حصہ ہیں

مندرجہ بالا حدیث اور فقہی عبارات سے معلوم ہوا کہ علاج کرنا جائز ہی نہیں بلکہ بعض حالات میں باعث ثواب ہے، لیکن ہر علاج کا حکم یکساں نہیں ہے، فقہاء کے اختلاف کے باوجود راجح قول یہ ہے اشخاص، حالات اور مقاصد کے اعتبار سے اس کا حکم مختلف ہو گا، یعنی کبھی واجب اور مستحب ہو گا، تو کبھی مباح، مکروہ اور حرام۔ یہ علاج کبھی ادویہ سے ہو گا اور کبھی سرجری (آپریشن) سے احوال کے اختلاف سے اس کا حکم بھی مختلف ہوتا رہتا ہے۔ مثلاً آپریشن کا ایک مرحلہ الشق "بدن کو چیرنا ہے" جس کا مقصد انسان یا اس کے اعضاء کو ہلاکت سے بچانا ہوتا ہے۔ تو فقہی قاعدے ''الضرر یزال''[13] (ضرر کو زائل کیا جائے گا) کو مد نظر رکھتے ہوئے بعض شرائط کے ساتھ اس کی اجازت دی ہے۔

پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم

انسان کو اللہ تعالیٰ نے شرافت و کرامت اور عزت و فضیلت بخشی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ﴾ [14] (ترجمہ: یقیناً ہم نے اولاد آدم کو بڑی عزت دی)۔

جس طرح انسان کی جان، مال عزت و آبرو دوسرے انسان کے لیے محترم ہیں اسی طرح اسکے اعضاء اور جوارح بھی ہیں جن کی کاٹ چھانٹ بغیر ضرورت کے جائز نہیں ہے۔ ناخن کاٹنا جائز مسنون عمل ہے لیکن اس میں بھی حد سے تجاوز کرنا بے حرمتی اور جسم کے لیے نقصان کا باعث ہے۔ چونکہ آپریشن کے مفاسد زیادہ ہیں مثلاً اس میں جسم کو کاٹا جاتا ہے جس سے بدن کو تکلیف ہوتی ہے، خون ضائع ہوتا ہے، مال خرچ ہوتا ہے، بعض اوقات ستر کھلنے کی نوبت آتی ہے، جو کہ حرام ہے، بے ہوش کرنے کیلئے ممنوعہ چیزوں کا استعمال کیا جاتا ہے، ان

قباحتوں کی وجہ سے ضرورت کے بغیر اس کی اجازت نہیں دی جاسکتی جو نقص اور عیب کا ازالہ ہے۔ پلاسٹک سرجری حفظان صحت اور علاج کے لیے اپنی شرائط کے ساتھ ایک پسندیدہ عمل ہے۔ چونکہ یہ علاج کی ایک صورت ہے اسلیے شریعت میں اس کی اجازت ہوگی لیکن نکاح کے حکم کی طرح مکلف کے احوال کے اختلاف سے اس کا حکم مختلف ہوگا، اعتدال کی حالت میں نکاح سنت اور مستحب ہے۔ حقوق کی ادائیگی کے ساتھ اگر گناہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو واجب اور اگر حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کا اندیشہ ہو تو مکروہ اور حقوق کی ادائیگی پر قدرت نہ ہو تو حرام ہے طبی ماہرین کے مطابق پلاسٹک سرجری پر بھی مکلف کے حالات کے اعتبار سے پانچوں تکلیفی احکام یعنی وجوب، استحباب، اباحت، کراہت اور حرمت کے احکام جاری ہونگے۔ ڈاکٹر صالح بن ابر ہیم نے اپنی بحث میں "مجمع الفقہ الاسلامی التابع المنظمۃ المؤتمر الاسلامی" کے حوالے سے لکھا ہے کہ اگر سرجری میں لاحق مرض یا جسمانی عیب کے ازالے کا غالب گمان ہو تو واجب، قوی مصلحت اور حاجت کی تکمیل کا گمان ہو تو مستحب ہو، بغیر کسی ضرر کے معمولی فائدے کے حصول کا غالب گمان ہو تو مباح اور فائدے کے ساتھ بڑے نقصان کا اندیشہ ہو تو مکروہ اور مضرت کے غالب گمان اور فائدہ موہوم ہو تو حرام ہوگا[15]۔ اس لیے اس کے جواز اور عدم جواز کا فیصلہ حالات اور مقاصد کو دیکھ کر کیا جائے گا۔ اس اعتبار سے پلاسٹک سرجری کی دو قسمیں ہیں جائز اور ناجائز،

پلاسٹک سرجری کی دونوں قسموں یعنی اصلاحی عمل جراحی (Reconstructive Surgery)، تجمیلی عمل جراحی (Cosmetic or Aesthetic Surgery) پر مطلقاً جواز و عدم جواز کا حکم لگایا جاسکتا بلکہ ان میں سے ہر ایک کا اپنا دائرہ کار ہے جس پر حلت، یا حرمت کے احکام لاگو ہونگے۔ شرعی حکم کے لیے اس بحث کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1- انسانی ضروریات اور حاجت کی بنا پر پلاسٹک سرجری کا حکم

2- بدنی عیوب کے ازالے کی بناء پر پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم

3- ضرورت اور عیوب کے ازالہ کے بغیر جسمانی تغییر اور تبدیلی کا شرعی حکم

4- تجمیلی (زیب وزینت) کے لیے پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم

1- پہلی قسم کا حکم

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بہترین ساخت پر پیدا کیا ہے جس کی تائید اللہ تعالیٰ کے فرمان " لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم"[16]، اسی طرح کام کاج کے لیے انسان کو مختلف اعضاء سے نوازا گیا ہے جو اس کے پاس امانت ہیں اور ان

کی حفاظت اس پر فرض ہے۔ ان اعضاء کے جو مفوضہ کام ہیں اگر ان میں کوئی بھی خلل خلقی ہو یا حادثاتی طور پر واقع ہو تو اسے دور کرنا شریعت مطہرہ میں مطلوب ہے بغیر ضرورت کے انسان ہی نہیں جانور کے جسم میں بھی قطع وبرید کو حرام قرار دیا ہے۔ جس کا جواز متعدد احادیث سے معلوم ہو رہا ہے۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

"احتجم النبی،و آعطی الحجام آجره "ولو علم کراهية لم يعطه"[17]

ترجمہ: نبی نے سینگی لگوائی اور لگانے والے کو اجرت دی، اگر یہ اجرت حرام ہوتی نبی ﷺ کبھی اسے نہ دیتے۔

ایک بار جابر بن عبداللہؓ مقنع کی عیادت کے لیے گئے تو ان سے کہنے لگے:

لا آبرح حتى تحتجم ،فانی سمعت رسول الله يقول : "ان فيه شفاء"18

ترجمہ: جب تک آپ پچھنے نہیں لگواتے میں نہیں جاؤں گا، اس لئے کہ میں نے آپ سے سنا ہے کہ اس میں شفاء ہے۔

مندرجہ بالا روایات سرجری کے جواز پر دلالت کرتی ہیں لیکن اس میں فقہاء کی بیان کردہ شرائط کی رعایت بھی ضروری ہے۔

1۔ **آپریشن مشروع ہو:** یعنی شارع کی طرف سے اس کی اجازت ہو اور حرام مقصد کے لئے نہ ہو۔

2۔ **سرجن میں اس کی اہلیت موجود ہو:** بدایۃ المجتہد میں ہے کہ ناواقف طبیب کو گرفتار کیا جائے گا:

"وان لم يكن من اهل المعرفة فعليه الضرب ،والسجن ،والديه"[19]

ترجمہ: اگر طبیب فن سے ناواقف ہو تو (جرم سرزد ہونے پر) سرزنش ہوگی، قید کی سزا اور دیۃ ہوگی۔

3۔ **آپریشن کی کامیابی کا ظن غالب ہو:** جیسا کہ فتاوی ہندیۃ میں ہے۔:

ان كان الغالب على من قطع مثل ذلک الهلاك انه لا يفعل وان كان الغالب هو النجاة فهو فی سعة من ذلک۔20

4۔ مریض کو آپریشن کی ضرورت ہو

5. مریض یا ولی آپریشن کی اجازت بھی دے، ابن قدامہ فرماتے ہیں:

وان ختن صبيا بغير اذن وليه او قطع سلعة من انسان بغير اذن او من صبی بغير اذن وليه فسرت جنايته يضمن[21]

6۔ موجودہ مرض کا آپریشن کے علاوہ کوئی علاج نہ ہو

7۔ آپریشن سے مطلوبہ فائدہ حاصل ہو: یعنی مریض کو آفاقہ بھی ہو ورنہ تکلیف کے علاوہ کچھ نہیں۔

8۔ یہ آپریشن لاحق مرض سے زیادہ نقصان کا باعث نہ ہو: کوئی اور ایسا ضرر جو تکلیف میں موجودہ مرض سے زیادہ نہ ہو۔

ان تمام مذکورہ بالا شرائط کو مد نظر رکھتے ہوئے سرجری (آپریشن) کا جواز ملتا ہے۔

دوسری قسم کا حکم

انسانی جسم کے وہ عیب جن کی وجہ سے انسان بدصورت نظر آتا ہے۔ اس دو طرح سے ہیں یعنی یعنی پیدائشی اور غیر پیدائشی۔

اوران کو دور کرنے کی تین صورتیں ہیں جو ذیل میں حکم کیساتھ تحریر کی جارہی ہیں :

پہلی صورت اور اس کا شرعی حکم

ان عیوب کو دور کرنے کے لیے قطع برید یا انسانی اجزاء سے انتفاع کی نوبت پیش نہ آئے اس کے جواز میں کوئی شبہ نہیں جس کا جواز پر درجہ ذیل حدیث سے ثابت ہوتا ہے عبدالرحمٰن بن طرفہ فرماتے ہیں میرے دادا کی ناک کلاب کی جنگ میں کٹ گئی تھی جس بدبو آرہی تھی آپ کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے انہیں حکم دیا کہ:

فاتخذ انفا من ذهب" [22]

ترجمہ: توانہوں نے سونے کی ناک بنوائی۔

دوسری صورت اور اس کا حکم

قطع وبرید ہو لیکن اس میں انسانی اجزائ استعمال نہ ہوں عام حالات میں ناجائز اور بوقت ضرورت جائز ہے، اس کے جواز پر فقہاء نے متعدد نصوص استدلال کیا ہے۔ سعد بن ابراہیم فرماتے ہیں:

رایت عروة اصابه هذا الداء يعنى الآكلة فقطع رجله من الركبة [23]

ترجمہ: میں نے عروۃ کو دیکھا جس کو یہ بیماری یعنی عضو کھانے والی بیماری لگی تھی تو گھٹنے سے اس کی ٹانگ کھا گئی

اور حضرت جابرؓ ایک دوسرے واقعے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

بعث رسول الله الى ابى ابن كعب طبيبا فقطع منه عرقا ثم كواه عليه [24]

ترجمہ: رسول اللہ نے ابی ابن کعب کے پاس ایک طبیب بھیجا جنہوں نے ان کی ایک رگ کو کاٹ کر داغ دیا۔

اور اسی کو فتاویٰ ہندیہ میں لیا گیا ہے :

لا باس بقطع العضو ان وقعت فيه الآكلة لئلا تسرى كذا فى السراجية لا باس بقطع اليد من الآكلةو شق البطن لما فيه كذآ فى الملتقط [25]

ترجمہ: عضو کاٹنے میں کوئی حرج نہیں جب اس میں عضو کھانے والی بیماری لگے تاکہ وہ سرایت نہ کریں اسی طرح سراجیہ مین ہے کوئی حرج نہیں ہاتھ کاٹنے میں عضو کھانے والی بیماری کی وجہ پیٹ چاک کرنے میں

اگرچہ احادیث میں داغنے سے منع کیا گیا ہے لیکن ضرورت کے وقت جائز ہے کیونکہ داغنے کا یہ عمل تو آپ اور آپ کے صحابہ کرامؓ نے سے ثابت ہے اسی طرح آحادیث میں وشم کو بھی تغییر لخلق اللہ شمار کیا گیا ہے لیکن ضرورت کے وقت یہ بھی جائز ہے عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں:

'' فانی سمعت رسول اللہ نھی عن الناصمة والواشرة والواصلة والواشمة الا من داء قالت المراة فلعله فی بعض نسائک قال لھا ادخلی فدخلت ثم خرجت فقا لت ما رایت باسا قال ما حفظت اذا وصیة العبد الصالح وما ارید ان اخالفکم الی ما انھاکم عنه'][26]

''ترجمہ: میں نے نبی کو ان چیزوں سے منع کرتے ہوئے سنا ہے موچوں سے بالوں کو نوچنے والی، دانتوں کو باریک کرنے والی، دوسرے کے بالوں کو اپنے بالوں کے ساتھ ملانے والی، جسم گودنے والی سے ہاں اگر کوئی بیماری ہو تو دوسری بات ہے وہ عورت کہنے لگی کہ اگر آپ کی گھر کی عورتیں یہ کام کرتی ہوں تو: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جاکر دیکھ لو وہ عورت ان کے گھر چلی گئی پھر آکر کہنے لگی کہ مجھے وہاں کوئی قابل اعتراض بات نظر نہیں آئی انہوں نے فرمایا اگر ایسا ہو تو میں عبد صالح شعیب علیہ السلام کی یہ نصیحت یاد نہ رکھتا کہ میں تمھیں جس چیز سے روکتا ہوں میں خود اس کے خلاف ورزی نہیں کر سکتا''۔ الفواکہ الدوانی میں ہے:

و ینبغی ان محل حرمة الوشم حیث لا یتعین طریقا لمرض والا جاز لان الضرورات قد تبیح المحطورات فی زمن الاختیار فکیف بالمختلف فیه [27]

وشم اس صورت میں حرام ہے کہ جب بیماری کا کوئی طریقہ متعین نہ ہو ورنہ جائز ہے کیونکہ کبھی عام حالات میں بھی ضرورت کی وجہ سے ممنوع چیزیں مباح ہو جاتی ہیں۔ تو وہ کسطرح جایز نہیں ہوں گیں جن میں اختلاف ہو۔ اسی طرح زائد انگلی اور رتقا باندی کے رتق کو کاٹنے اور پتھری کے لئے مثانہ کی سرجری کو بھی جائز کہا گیا ہے۔ یوں تو زندہ جانور کے کے کسی عضو کو کاٹنا بھی تکلیف کی وجہ سے جایز نہیں لیکن بوقت ضرورت یہ بھی جائز ہے مثلا جانوروں کو خصی کرنا، لوہا گرم کرکے جانور پر علامت لگانا، ضرورت کی وجہ سے جائز ہے۔ اس کی تفصیل تغییر میں آئے گی ان تمام تصریحات سے یہ بات معلوم ہوئی کہ بوقت ضرورت کانٹ چھانٹ کے ذریعے جسمانی عیب کو دور کرنے کے لیے اذیتناک مرحلے سے گذارنا خراش تراش کرنا جائز ہے

تیسری صورت اور اس کا حکم:

تیسری صورت یہ ہے کہ جس میں قطع وبرید کے ساتھ انسانی اجزاء سے انتفاع بھی ہو اس کی تین صورتیں ہیں

1۔ عضو کو اپنی جگہ لوٹانا

2۔ مریض کے بدن کا ایک جزلے کر دوسری جگہ لگانا

3۔ اعضا کی پیوند کاری جو ہماری بحث سے خارج ہے۔ جائز لکھا ہے۔

پہلی صورت کو اکثر فقہانے جائز لکھا ہے اس کے بارے میں علامہ کاسانی فرماتے ہیں

فاعاده الی مکانه فاما سن غیره فلا یحتمل ذالک والثانی ان استعمال جز ء منفصل عن غیره من بنی آدم اهانة بذالک الغیر والآدمی بجمیع اجزاءه مکرم ولا اهانة فی استعمال جزء نفسه فی الاعا دة الی مکانه [28]

ترجمہ: سو اس کو اپنی جگہ لوٹانا ہر کہ دوسرے کی دانت ہو تو اس میں یہ اجمال نہیں اور دوسرا یہ کہ غیر جو کہ ابن آدم میں ہے جب اس سے کوئی چیز جدا ہو تو اس کو استعمال کرنے میں اس غیر کی توہین ہے حالانکہ تمام انسان اجزاء سمیت قابل عزت ہے اور اپنے بدن کے جز کو اپنی جگہ لوٹا کر استعمال کرنے مُن کوئی توہین نہیں ہے۔ اس کے جواز پر حضرت قتادة رضی اللہ عنہ کے واقعہ سے بھی استدلال ہو سکتا ہے بعض فقہائے کرام جو اس صورت کو جائز نہیں سمجھتے وہ اس وجہ سے کہ یہ ما ابین من الحیی ہے جو کہ نجس ہے لیکن عضو میں حیات حلول کر جانے کے بعد یہ علت باقی نہیں رہتی ابن عابدینؒ فرماتے ہیں۔

و فی شرح المقدسی قلت والجواب عن الاشکال ان اعادة الاذن و ثباتها انما یکون غالبا بعود الحیاة الیها فلا یصدق انها مما ابین من الحیی لانها بعود الحیاة الیها صارت کانها لم تبن و لو فرضنا شخصا مات ثم اعیدت حیاته معجزة او کرامة لعا د طاهر [29].

شرح مقدسی میں ہے میں کہتا ہو کہ اشکال کا جواب یہ ہے کہ کان کو لوٹا کر اور اس کا ٹھرنا البتہ اس کی طرف زندگی لوٹنے کے ساتھ ہوتا ہے۔ غالبا تو اس پر یہ صادق نہیں آتا کہ وہ مما ابین من الحیی میں سے ہے۔ کیونکہ اس میں زندگی لوٹ گویا کہ جدا ہی نہ ہوا گر ہم ایسا شخص فرض کریں جو مر گیا ہو پھر معجزہ یا کرامت کے طور پر اس کی زندگی لوٹائی گئی تو وہ پاک ہو کر لوٹے گا۔

دوسری صورت

(مریض کے بدن کا ایک جزلے کر دوسری جگہ لگانا) (نوٹ: پہلی صورت صرف عضو کا کاٹنے کی تھی جبکہ دوسری صورت ایک عضو یا گوشت ایک جگہ سے کاٹ کر دوسری جگہ لگانے کے حکم کے بارے میں ہے

سابقہ تفصیل سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ بوقت حاجت بدن میں بقدر ضرورت کانٹ چھانٹ کی گنجائش ہے۔ اور یہ کہ ازالہ عیب کے لئے زائد انگلی کاٹنے کو فقہائے کرام ی جائز لکھا ہے کیونکہ تغییر لخلق اللہ کے ممنوع صورت میں داخل نہیں بلکہ طبعی حالت کی طرف لوٹ آنا ہے لہذا اگر مریض کے بدن کا کوئی جز لیکر اس کے بدن کے

کوئی عیب کو دور کیا جائے تو بظاہر میں اس میں کوئی مانع نہیں ہے۔ خصوصا جب کہ لیا جانے والا جز بہت معمولی ہو اور وہ جگہ دوبارہ بھر جاتی ہو۔ اسی طرح فتاوی قاضی خان میں ہے۔ کہ

ترجمہ: وہ شخص جو حالت اضطرار میں ہو اور مردار کو نہ پائے اور اس کو ہلاکت کا اندیشہ ہو تو ایک آدمی نے اس سے کہا کہ میرا ہاتھ کاٹ کر اس کو کھاؤ یا میرے بدن سے کوئی ٹکڑا کاٹ کر اس کو کھاؤ تو اس کے لئے ایسا کرنے کی گنجائش نہیں اور نہ اس کے لئے اس کا حکم دینا صحیح ہے۔ جیسا کہ مضطر کے لئے اپنے بدن کا کوئی حصہ کاٹ کر کھانے کی اجازت نہیں لیکن اس جزئیہ میں ممانعت کی خوف ہلاکت ہے۔ کہ اپنے جسم کا کوئی حصہ کاٹنے مین ہلاکت کا اندیشہ ہے اور موہوم مقصد کے لئے اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا جائز نہیں علامہ ابن قدامہ اس پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہے۔

فان لم یجد المضطر شیئا لم یبح له اکل بعض اعضاءه وقال بعض اصحاب الشافعی : له ذالک لان له ان یحفظ الجملة بقطع عضو کما لو وقعت فیه الآکلة ولنا ان اکله من نفسه ربما قتله فیکون قاتلا لنفسه ولا یتیقن حصول البقاء باکل اما قطع الآکله یخاف فانه یخاف االهلاك بذالک العضو فابیح له ابعاده و دفع ضرره المتوجه منه بترکه کما ابیح قتل الصائل علیه ولم یبح له قتله لیاکله-[30]

اس سے معلوم ہوا کہ اگر ہلاکت کا خوف نہ ہو تو گنجائش ہے اور پلاسٹک سرجری مین بھی ہلاکت کا خوف نہیں ہوتا بلکہ بقول اطباء اس میں جسم کا بہت معمولی حصہ لیا جاتا ہے اور وہ جگہ دوبارہ بھر جاتی ہے، ان جزئیات سے صرف عضو کاٹنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے جبکہ دوسری جگہ لگانے کی اجازت مجمع الفقہ الاسلامی کی مندرجہ ذیل قرارداد سے ثابت ہوتی ہے جس میں انہوں نے مریض کو اپنے عضو کو دوسری جگہ کو منتقل کرنے کی گنجائش دی ہے قرارداد کے دلائل درجہ ذیل ہے۔

یجوز نقل العضو من مکان من جسم الانسان الی مکان آخر من جسمه معه مراعاة التاکد من ان النفع المتوقع من هذه العملیة ارجح من ضرر المترتب علیها و بشرط ان یکون ذالک لایجاد عضو مفقود ولا وادة شکله او وظیفة المعهودة له او لا صلاح عیب او لازالة دمامة تسب لشخص اذی نفسا او عضویا ویدعم هذا الرای القواعد الفقیة التالیه :

1- الضرورات تبیح المحظورات
2- یرتکب اخف الضررین لدفع اعظمها
3- المشقة تجلب التیسیر[31]

"ہیبۃ الکبار العلماءسعودی عر ب "نے بھی اس کے جواز کا فتوی دیا ہے:

و بعد المناقشة و تداول الارآء قرر المجلس بالاجماع جواز نقل عضو او جزئية من انسان حی مسلم او ذمی اذا ادیعت الحاجة الیه وامن الخطر فی نزعه و غلب علی الظن نجاح زرعه (قرار 99التاریخ 1402/11)

جہاں تک بغرض زینت بدن میں قطع وبرید کی گنجائش کی بات ہے تو ان کی اجازت ان جزئیات اور قرارداد ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ بعض آحادیث میں دانتوں کے درمیان فصل کرنے بدن گودنے اور گودوانے کی صراحتا ممانعت آئی ہے۔(جو کہ زینت کی خاطر کیا جاتا ہے جس پر عدم جواز کا حکم لگا ہے، اسی طرح فقہائے کرام کی عبارات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ زینت کی غرض سے بدن میں کانٹ چھانٹ کی گنجائش نہیں بلکہ یہ قطع و برید تغییر لخلق اللہ میں آتا ہے لہذا بغرض زینت پلاسٹک سرجری کے بھی اجازت نہیں ہوگی۔

تیسری صورت: ضرورت اور عیوب کے ازالہ کے بغیر جسمانی تغییر اور تبدیلی (بالفاظ دیگر جنس کی تبدیلی) کا شرعی حکم

تبدیلی جنس کے احکام

تخلیق الٰہی پر صابر اور شاکر رہنا انسانیت کا اولین تقاضہ ہی نہیں بلکہ لازمی امر بھی شمار کیا جاتا ہے اور اس پر ناراضگی صرف ناشکری ہی نہیں بلکہ فطرت پر اعتراض بھی لازم آئے گا۔ شریعت مطہرہ میں تشبہ اور تبدیلی سخت الفاظ کے ساتھ منع کیا گیا ہے۔ تشبہ کا مطلب ہے دوسرے جیسا بننے کی کوشش کرنا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

عن عبد الله لعن رسول الله المتشبهين من الرجال وا لنساءوالمتشبهات من النساء بالرجال،[32]

ترجمہ: رسول اللہ نے عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے والے مردوں اور مردوں سے مشابہت اختیار کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

اس وقت پوری دنیا اور خصوصا مغربی ممالک میں بہت سے افراد تبدیلی جنس یعنی مرد سے عورت اور عورت سے مرد بننے کے ذریعے اپنی نامراد جنسی تسکین میں مبتلا ہیں، اور دن بدن یہ ناپاک اور فطرت الٰہی سے متصادم جذبہ بڑھتا ہی چلا جارہا ہے۔ پورے جسم کے صرف دو یا تین حصوں میں مخصوص قطع وبرید کو فقہی اعتبار سے جنس کی تبدیلی ہر گز نہیں کہا جاسکتا، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ عرفی جنس کی تبدیلی محض احساسات اور جذبات کا کھیل ہے۔ لہذا اگر کسی مرد یا عورت کے اعضاء، انسانی تصرف یا قدرتی و پیدائشی رکاوٹ کی وجہ سے اپنی مخصوص مطلوبہ افادیت کے حامل نہ ہوں تو اس سے جنس کے احکام تبدیل نہیں ہوتے، یعنی مرد کے اندر مجبوب صفت کا ہونا یا آلہ تناسل کا کٹ جانے کے باوجود اس پر مرد کے آحکام ہی مرتب ہونگے اسی طرح عورت میں ہم

بستری اور ولادت کے صفت کا نہ ہونے کی وجہ سے وہ نسوانیت سے خارج شمار نہ ہو گی۔ بالفاظ دیگر غیر فطری اور غیر منفذ سے شہوت کی تکمیل، جنس کی تبدیلی نہیں کہلاتی اور نہ اس پر فقہی احکام تبدیل ہوتے ہیں۔ بلکہ مردوں پر مردوں کے احکام اور عورتوں پر عورتوں کے احکام مرتب ہونگے۔ البتہ کوئی مرد یا عورت ناقص الخلقت ہونے کی بناء پر سرجری کے ذریعے یا کوئی دوائی وغیرہ کے ذریعے تبدیلی جنس کرے یعنی کس فرد میں مردانہ اور زنانہ دونوں علامتیں یکساں طور پر موجود ہو تو چونکہ مرد میں زنانہ علامتوں کا ہونا اور عورت میں مردانہ علامتوں کا ہونا عیب ہے اس عیب کی دور کرنے کی عرض سے مخالف جنس کی علامتوں کو علاج یا سرجری کے ذریعے ختم کرنا اور مکمل مرد اور عورت بننا بوجہ عیب دور کرنا اور بیماری کی علاج کی بنیاد پر شرعا اس کی گنجائش پائی جاتی ہے۔ اور اگر اپنی خواہشات کی تسکین، زیب اور زینت کے لیے ہو تو شریعت مطہرہ اس کی نہ صرف حوصلہ شکنی کرتی ہے۔ بلکہ مندرجہ ذیل وجوہات کی بناء پر ناجائز قرار دیتی ہے

1- تبدیلی جنس کی پہلی خرابی تغیر خلق اللہ تعالیٰ ہے

2- دوسری خرابی تبدیلی جنس سے اللہ تعالیٰ کی خلقت اور تقسیم پر ناراضگی اور اعتراض کا ہونا لازم آتا ہے

3- تیسری خرابی تبدیلی جنس میں تشبہ بالجنس الاخر کا ہونا لازم آتا ہے

4- تبدیلی جنس سے دھوکہ اور تدلیس کا پیدا ہونا لازم آتا ہے

5- تبدیلی جنس سے ستر کا کھولنا لازم آتا ہے

6- تبدیلی جنس سے اصراف کا ہونا لازم آتا ہے

7- تبدیلی جنس سے معاشرے میں فحاشی اور جنسی تصورارات اور افعال کے کثرت کا پیدا ہونا لازم آتا ہے

8- تبدیلی جنس سے بعض اوقات اختصاء کا ہونا لازم آتا ہے

9- امانت میں خیانت کا ارتکاب کا لازم ہونا

تجمیلی (زیب وزینت) کی ارادے سے پلاسٹک سرجری کا شرعی حکم

پلاسٹک سرجری برائے زینت

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی تخلیق اس طرح کی ہے کہ سب کو ایک شکل وصورت عطا نہیں کی ہے کس کو کالا بنایا ہے تو کسی کو گورا، کسی کو موٹا بنایا ہے تو کسی کو دبلا، کسی کی ناک اٹھی ہوئی ہے تو کسی کی پچکی ہوئی، کسی کی ٹھڈی ابھری ہوئی ہے تو کسی کی دھنسی ہوئی، کسی کے کولہے بھاری بھر کم ہیں تو کسی کے دبلے، کسی کا سینہ زیادہ چوڑا ہے تو کسی کا کم ہے،۔ جیسے عمر بڑھنے کے ساتھ ظاہر ہونے والی ہیئتیں کم عمر یا خوب صورت نظر آنے کیلئے پلاسٹک

سرجری کے ذریعے تبدیلی کا رواج بڑھ چکا ہے۔ شریعت مطہرہ اس رجحان، نظر اور اس عمل کو کس نظر سے دیکھتی ہے اور اس کے بارے میں کیا حکم لگاتی ہے؟

انسان کا جسم اس کے پاس امانت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اعضائے انسانی سے مختلف منفعتیں وابستہ کر رکھی ہے اور انہیں مخصوص کاموں میں لگادیا ہے اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ انسان اپنے اعضائے جسم کا مالک نہیں ہے کہ ان میں جس طرح چاہے تصرف کرے بلکہ انہیں صرف ان کے مفوضہ کاموں میں استعمال کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔

اگرچہ ایک طرف انسان کی فطری خواہش کو مد نظر رکھا گیا ہے کہ انسان چاہتا ہے کہ وہ خوبصورت نظر آئے اور اس کا ظاہر دوسرے انسانوں کی نگاہ میں بھلا معلوم ہو اور اس کے لئے وہ مختلف تدابیر اختیار کرتا ہے شریعت نے نہ صرف اس کا اعتبار کیا ہے بلکہ اس کو پسندیدہ قرار دیا ہے اور انسانوں کو زیب وزینت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ﴾[33]

ترجمہ: اے بنی آدم، ہر عبادت کے موقع پر زینت سے آراستہ ہو،

لیکن اس کے ساتھ دوسری طرف خوبصورتی اختیار کرنے کی تدابیر کو شریعت نے حدود کا پابند بنایا ہے۔ شریعت مطہرہ کے رو سے اگرچہ حسن وجمال میں اضافہ کے لئے خارجی تدابیر اختیار کی جاسکتی ہیں، لیکن جسم کے اعضاء یا ان کی ہیئتوں میں کوئی تبدیلی کرانا شریعت کی رو سے جائز نہیں ہے۔ احادیث مبارکہ میں ایسی کئی چیزوں سے صراحت کے ساتھ روکا گیا ہے جو صدر اسلام میں عربوں کے درمیان حسن وجمال میں اضافہ کے لئے رائج اور معروف تھیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

عن عبد الله قال :"لعن رسول الله الواشمات ،والمتفلجات ،والمتنمصات المغيرات خلق الله عز وجل"[34]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے رسول نے لعنت فرمائی ہے ان عورتوں پر جو (جسموں پر) گودتی ہیں اور گودواتی ہیں، اور بھوں کے بال اکھیڑتی ہیں اور خوبصورتی کے لئے دانتوں کے درمیان فاصلہ پیدا کرتی ہے، یہ عورتیں (اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں) تبدیلی کرنے والی ہیں۔

محدثین نے صراحت کی ہے کہ یہ کام عرب میں عورتیں, حسن میں اضافہ کے لئے انجام دیتی تھیں۔ ان کے ذریعے بڑی عمر کی عورتیں جوان اور کم عمر والی عورتوں سے مشابہت اختیار کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔

مذکورہ بالا حدیث مبارک میں المتنمصات (بھوں کے بال اکھیڑنے والی عورتوں) پر بھی لعنت کی گئی ہے۔ یہ ممانعت بھی اسی صورت میں ہے جب یہ کام فیشن اور حسن میں اضافہ کے مقصد سے کیا جائے۔ لیکن اگر عورت کے چہرے پر غیر ضروری بال اگ آئیں تو زینت اختیار کرنے کے عرض سے اکھیڑ سکتی ہے۔

علامہ ابن عابدین حنفیؒ فرماتے ہیں: "بال اُکھیڑنے کی ممانعت اس پر محمول ہے کہ عورت اس کام کو غیروں کے لئے زینت اختیار کرنے کے مقصد سے انجام دے، ورنہ اگر اس کے چہرے پر کچھ بال ہوں جن سے اس کے شوہر کو تنفر (نفرت) ہوتا ہو، تو اس کے ازالہ کو ممنوع قرار دینا صحیح نہیں۔ اس لئے کہ عورتوں کا زینت اختیار کرنا مطلوب ہے۔۔۔ چہرے کے بالوں کو صاف کرنا حرام ہے، لیکن اگر عورت کے چہرے پر داڑھی یا مونچھ اُگ آئے تو اسے صاف کرنا ممنوع نہیں، بلکہ مستحب ہے۔"

مالکیہ نے بھی صراحت کی ہے کہ جن (غیر ضروری) بالوں کو صاف کرنے میں عورت کا حسن ہو، تو اُنہیں صاف کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ اگر عورت کی داڑھی اُگ آئے تو وہ اُسے صاف کرے گی اور جن بالوں کے رکھنے میں اس کا حسن ہے اُنہیں باقی رکھے گی۔ شوافع کہتے ہیں کہ اگر شوہر عورت کو جسم کے غیر ضروری بال صاف کرنے کا حکم دے تو اس کے لئے ایسا کرنا واجب ہے۔

علامہ ابن قدامہ حنبلیؒ نے لکھا ہے: امام ابو عبد اللہ (احمد بن حنبل) سے چہرے کے بال صاف کرانے کے بارے میں سوال کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا: عورتوں کے لئے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ مردوں کے لئے مکروہ (حرام) ہے۔[35]

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ کم عمر لگنے یا حسن و جمال میں اضافہ کے مقصد سے پلاسٹک سرجری کروانا اسلامی شریعت کے نقطہ نظر سے جائز نہیں ہے۔ حسن و جمال کا ایک اوسط معیار ہے۔ کوئی عورت اس معیار سے اپنے آپ کو فروتر (کم تر) پائے اور اس کی بد صورتی و بد ہئیتی نمایاں ہو تو اوسط معیار تک کے لئے پلاسٹک سرجری کرا سکتی ہے۔ لیکن حسن و جمال کے اعلیٰ معیار اور اپنے پسندیدہ مویار تک پہنچنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرانا شریعت کی نگاہ میں مطلوب اور مستحب نہیں ہے، بلکہ بعض اوقت حرام کے درجے تک پہنچ جاتی ہے۔

خلاصہ

پس اگر انسانی جان بچانے یا غیر معمولی اذیت دور کرنے کے لئے پلاسٹک سرجری کرائی جائے تو اس کی حیثیت جائز علاج معالجہ کی ہو گی اور شرعا اس کی اجازت ہو گی۔ اور اگر کسی ایسے عیب کو دور کرنے کیلئے سرجری کرائی جائے جس سے اگرچہ جسمانی اذیت نہیں ہے لیکن اس سے معنوی اور روحانی اذیت ہوتی ہے تو شرعا اس کی بھی

گنجائش معلوم ہوتی ہے جیسا کہ حدیث عرفہ سے ظاہر ہوتا ہے اور اگر تدلیس وتزویر (دھوکہ دہی) یا تشبیہ بالجنس الاخر کے مقصد سے ہو تو پھر ناجائز ہو گا اور اگر دائمی سرجری صرف حسن کے مقصد سے ہو تو پھر حکم الٰہی پر عدم رضاء، جسمانی اذیت، ریاکاری، دھوکہ دہی، فحاشی وغیرہ کی دعوت کی بناء پر ناجائز اور حرام ہو گا۔

References

[1]Sūrah al tīn:95
[2]Muhmmad al qwzān ,ljarāhāt Al Tajmīlīah,Dār Al tadmīriah ,al reyāḍ. ,pg 135
[3] http/cn.wikpeda/orglwik/plastic surgery
[4] Plastic oed online oxford university press .retrieved 12 februry 2015
[5] Mozzola ,Ricardo F;Mozzola Islabella C.(2012-09-05).Plastic Surgery:
[6] Lock ,Stephen etc.(2001).The Oxford Illustrated Companion to Medicin .USA:Oxford University Press.ISBN 0-19-262950-6.(page 652)
[7] wolf gangh. Vogl ,andreasberke 2009 ."brief history of vision and ocular medicin
[8] Ibn ul Qiyem SumshAl Dīn,Zādul Ma'ad Dār ul fikr beirūt vol 4.pg4 –w Sharḥ al Nuvavī 'Alā Muslim, Almatbah almisriah ,Hadith No.19115.
[9] Aḥmad Bin Ḥambbal,Musnad ,Ahamd Bin Ḥambal, Muassa Al Risālah, Beirūt. Vol 50, page 50, Hadith No.3578.
[10]Abī Zakriyā,MuḥīAl Dīn Bin Sharaf,Sharḥ Al Nawawī 'Alā Muslim,ḥāshia Muslim jild.2,Pg:225.
[11] Fatāwā 'Aālamgīrī, ,.Maktabah Qdīmī Jildl.5,pg: 434
[12]Ibn Mājah Abū Abdullha Muhammad Yazīd Al Qazwīnī,Sunan ibn Mājah,Ḥadīth Dār 'Iḥyā Al Kutub al-Arabīya. ,Ḥadīth No.3437
[13] Ibn Nujaim, Almiṣrī,Zain Al dīn Bin Ibrāhīm Bin Muhammad,Al ishbāh Wl nzāir,..Dār Ul Kutub Al 'Ilmīya,Beirūt , pg: 72
[14]Sūrah Banī Isrā'iīl:70.
[15]Majallah Majma Al Fiqh Al Islāmī,Al taāb', Al Munaẓamah Al mutamar Al Islāmī,7/3:731
[16]Sūrah al Tīn :4
[17]Bukhārī Muhmmad Bin Ismāil,Ṣaḥīḥ Al Bukhārī, , ,Darul Tuqun Najaat,1422, Hadith:279
[18]Ṣaḥīḥ ul Bakhari, Hadith:5697
[19] Ahmad Bin Muhmmad,Makki,Ghamz u'ūn Al bsā'ir F i sharḥ Al Ashbāh wl Nazā'ir,Dār Al kutub Al 'ilmiyah,Beirūt,1405
[20]Al Fatāwa Al Hindiya,Vol,5,p 360,Dār Al Fikar 2nd Fidition 1310, Jild,5,pg: 360
[21]Al Fatāwa, Al Hindiya,Jild,5,pg: 360
[22] Sulimān Bin Al Asha'th Al Sajistānī,Sunnan abi Dāwūd,. Al Maktaba Al Miṣriya,Beirūt. Hadith: 4232
[23]Ibn Abi Shaiba,Al-Muṣannaf Fi Al Ahādith ,Maktabah Al Rushd, Reyāḍ. Hadith :23633
[24]Al Qusharī Muslim Bin Al Ḥajjaj,Ṣaḥīḥ Al Muslim,Dār 'Ihyā Al Turāth,Al 'Arabī,Beirūt, Hadīth: 2207
[25] Al fatāwa Al Hindīya,Jild5, pg:522
[26]Ahmad Bin Hambal,Musnad Ahmad, Mussa Al Risāla. Hadith:3945

[27]Al Nafrāwī Ahmad Bin Ghanaīm Bin Salim, ,Al fawākih Al Dawānī ‘Alā Risālat Ibn Abī Zayd,Al qīrwānī Darul Fikr Al ‘Ilmīah Jild2,pg:314

[28] Al kāsānī,‘Alāudīn ,Badāi‘ Al Ṣanāi‘Fī Tartīb Al sharāi,Dārul Kutub Al Ilmīyah,Jild5,pg:133

[29]Ibn ‘Abdīn, Muhammad Ameen,Rad Al Mukhtār ‘Alā Al Dur Al Mukhtār, Dārul Fikar Beirūt Jild1,pg 207

[30]Ibn Qudāma, Abdullah Ibn Qudāma,Al Mughnī, Maktabah Alqahirah ,Jild9 pg: 420

[31]Majallah Majma Al fiqh Al Islami,Al tāb‘ Al Munaẓẓamah Al mutamar Al Islamī,Jaddah Jild 14,pg 89

[32]Abū Abdul Rahmān,Ahmad bin shoaib Bin ‘Ali, Sunan Nisāī,Hadith :5253-Sunan Ibn Mājah,Hadīth:1989

[33] Sūarah Al A‘arāf,:195

[34]Sunan nisāī, ,Hadīth: 5253-Sunan Ibn Mājah,Hadīth:1989

[35] Ibn Qudāmah,Al-Hunbalī, Abdullah Bin Ahmad Bin Qudāmah, Al Maqdasī, Al Mughnī,Maktabah Reyāḍ Al Hadīthyah Al-Riyaz,1981. Jild,1,pg 91